

حضرت

نعمت اللہ ولی

☆

اور آن کا

اصلی قصیدہ

☆☆☆☆

مولفہ

قمر اسلام پوری

قیمت : 1.20



حضرت



نعمت اللہ ولی (ﷺ)
رحمۃ



اور اُن کا

صلی قصیدہ



حضرت زینت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کا

اصلی قصیدہ

مؤلفہ

فتوا سلام پوری

جبلہ حقوق محفوظ

بارِ اوّل ————— ۶۱۹۷۲

ناشر ————— محمد حفیظ شامی

مکتبہ پاکستان لاہور

تکابیت ————— غلام مصطفیٰ علوی

تابع ————— مکتبہ جدید پریس

تمہید

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ سے منسوب کر کے جو جعلی قصائد، پاکستانیوں کو خوش فہمی میں مبتلا رکھنے کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ ان کے مناسب رد کی سخت ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں موجودہ کتاب کے مؤلف نے اتنا ضرور ثابت کر دیا ہے کہ حضرت نعمت اللہ کے نام سے جو قصائد آج کل مشہور ہیں وہ سراسر وضعی ہیں۔ البتہ یہی بات اس قصیدے کے بارے میں بھی غالباً کہی جا سکتی ہے جسے انہوں نے اصل اور صحیح قصیدہ قرار دے دیا ہے۔ بہر حال، اس کتاب کی اشاعت سے جہاں بہت سی غلط فہمیوں کے رفع ہونے کا امکان ہے وہاں اس مسئلے پر مزید تحقیق کی راہیں بھی کھلیں گی۔

(ناشر)

حضرت نعمت اللہ ولی اور ان کا اصلی قصیدہ

نوارح دہلی میں قریباً آٹھ سو سال قبل نعمت اللہ ولیؒ کے نام سے ایک نہایت باکمال اور صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے بلند پایہ روحانی کمالات کی لافانی یادگار ظہورِ امام مہدی سے مستعلق ایک مشہور قصیدہ ہے جو صدیوں سے زبان زدِ خلایق چلا آتا ہے اور قریباً سو سو سال سے شائع شدہ ہے۔

یہ قصیدہ اس بزرگ میں سب سے پہلے حضرت سید احمد بریلوی دہلوی نے ۱۸۵۱ء کو تصنیف کیا۔ اس کے مؤید خاص حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الذریعین فی احوال المہدیین“ میں شائع ہوا جو مصری گنج کلکتہ سے ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء کو طبع ہوئی تھی۔ اس قصیدہ کے پچہن (۵۵) اشعار ہیں۔ یہ مکمل تاریخی قصیدہ مع ترجمہ اس رسالہ کے آخر میں شامل اشاعت ہے۔

قصیدہ کے الہامی ہونے پر ناقابل تردید آسمانی نشانات

متعدد اندرونی اور خارجی شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا یہ قصیدہ ایک الہامی قصیدہ ہے۔ کیونکہ اس میں ظہور مہدیؑ کے لئے جو زمانہ بتایا گیا ہے وہ حدیث نبویؐ اور صحائف اہل بیتؑ کی پیش گوئیوں کے بالکل مطابق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے —

الْآيَاتُ بَعْدَ الْإِمَائِينَ (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) مشہور حنفی عالم و محدث حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: وَيَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْإِمَامُ بَعْدَ الْإِمَائِينَ بَعْدَ الْأَنْعَادِ وَهُوَ وَقْتُ ظَهْرِ الْمَهْدِيِّ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بر حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۴۴ مطبوعہ اصح المطابع دہلی) یعنی الْإِمَائِينَ کے لفظ میں جو الف لام ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ایک ہزار برس کے بعد دو سو سال گزرنے پر نشانات (مہدیؑ) کا ظہور ہو گا اور یہی وقت مہدیؑ کے ظاہر ہونے کا ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "تفہیمات الہیہ" جلد

دوم ص ۱۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

رَعَلْتَنِي رَبِّي جَلَّ جَلَالُهُ أَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ اقْتَرَبَتْ وَالْمَهْدِيُّ تَعْيَا لِلْفُرُوجِ

یعنی میرے رب جَلَّ جَلَالُهُ نے مجھے سکھایا ہے کہ قیامت قریب

ہے اور مہدیؑ کا خروج ہونے کو ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے ظہور مہدی کی تاریخ لفظ ”چراغ دین“
سے نکالی اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی کتاب ”سیف
مسلول“ میں فرمایا کہ امام مہدیؑ کا ظہور علماء ظاہر و باطن کے اندازہ اور
خیال کے مطابق تیرہویں صدی کی ابتدا ہے۔ حج الکرامہ ص ۳۹۳، مؤلفہ
مولانا نواب صدیق حسن خان قنوجی مرحوم،

علاوہ ازیں اَلْاَزْبَعِيْن فِيْ اَحْوَالِ الْمُهْدِيَيْنِ کے آخر میں حضرت
شاہ عبدالعزیزؒ کی نسبت صاف لکھا ہے کہ آپ کے نزدیک ”بعد بارہ
سو ہجری کے حضرت مہدیؑ کا انتظار چاہیے اور شروع میں صدی کے حضرت
کی پیدائش ہے۔ فقط“ (ص ۳۳)

قصیدہ سے بعض اور آسمانی نوشتوں کی وضاحت

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور
پیش گوئی ہے کہ ”فَيَنْزَوْجُ وَيُوَلِّدُهَا“ (مشکوٰۃ) یعنی عیسیٰ بن
مریمؑ نکاح کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔ مندرجہ بالا قصیدہ میں
اس آسمانی نوشتہ کی مزید وضاحت ملتی ہے کیونکہ اس میں مسیح کے
ایک یادگار فرزند کی خبر دی گئی ہے جس کا نام جناب الہی سے شام کے
مشہور ولی اور عارف حضرت یحییٰ بن عصب رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بتایا
ہے (شمس المعارف الکبریٰ حصہ اول ہجری صفحہ ۳۴)
پھر اس قصیدہ میں آخری زمانہ کے امام برحق کو ”مہدی وقت“ اور

عیسیٰ دوراں "قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر بھی حدیث نبویؐ سے زبردست
 تلابق رکھتا ہے۔ چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ کن فرمان
 مبارک ہے کہ "لَا الْمَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ" ابن ماجہ جلد نمبر ۲
 مصری، یعنی مہدی موعود عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی نہیں۔ نیز ارشاد
 فرمایا۔ "يُوشِكُ مِنْ عَاشِ مِنْكُمْ أَنْ يَتَلَقَى عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا قَدِيمًا"
 (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۱۴ مصری) یعنی قریب ہے کہ تم
 میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا۔ درآنحالیکہ
 وہ امام مہدی بھی ہوگا۔

قصیدہ کے مِنْ جَانِبِ اللّٰهِ ہونے پر ایک زندہ برہان یہ بھی ہے
 کہ اس میں چاند سورج گرہن کے اُس آفاقی نشان کی طرف بھی اشارہ موجود
 ہے جو ظہور مسیح اور مہدیؑ کے ساتھ ازل سے وابستہ ہے۔

ملاحظہ ہو روایت کے لئے دارقطنی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۸۸۔ بروایت

حضرت امام باقر علیہ السلام،

الْأَرْبَعِينَ فِي أَحْوَالِ الْمَهْدِيِّينَ فِي قَصِيدَةِ أَوْصِيَاءِ قَصِيدَةِ كَالْعَارِفِينَ

کتاب "الْأَرْبَعِينَ فِي أَحْوَالِ الْمَهْدِيِّينَ" میں اس قصیدہ

کے اندراج کے بعد لکھا ہے۔

"نعمت اللہ ولی کہ مرد صاحب باطن و از اولیاء کامل در ہندوستان
 مشہور اند و وطن او شاہ در اطراف دہلی است زمانہ شاہ پانصد و شصت
 (۱۵۶۰) شصت"

ہجری از دیوان اوشاں معلوم ہے شود و در ان ایں ابیات در ہندوستان مشہور و معروف است
چوں در ان ابیات احوال مہدی مذکور است ان ابیات را بزیر طبع آراستہ شد المرقوم ۲۵ محرم الحرام
۱۲۶۸ھ یعنی حضرت نعمت اللہ ولیؒ صاحب باطن اور اولیائے کامل میں
سے ہیں جو ہندوستان میں بہت مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ آپ کا وطن
دہلی کے اطراف میں ہے۔ آپ کے دیوان سے آپ کا زمانہ ۵۶۰ھ معلوم
ہوتا ہے۔ اس دیوان میں سے ان اشعار کی ہندوستان میں بہت شہرت
ہے۔ چونکہ ان اشعار میں امام مہدیؑ کے احوال مذکور ہیں۔ اس لئے ان کو
زیر طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔ المرقوم ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ۔

حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف غلط نسبت

حضرت نعمت اللہ ولیؒ اور آپ کا مندرجہ بالا تاریخی قصیدہ دونوں
بہت مظلوم ہیں۔ وجہ یہ کہ آپ کا یہ قصیدہ انیسویں صدی عیسوی کے
آخر میں کسی غلط فہمی یا مصلحت کی بنا پر کچھ رد و بدل کے ساتھ عمداً یا سہواً
آپ کے ہم نام ایک دوسرے بزرگ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف
منسوب کر دیا گیا جو آپ سے قریباً دو سو سال بعد ایران میں پیدا ہوئے
اور بہمنی سلطنت کے دوران جنوبی ہند میں بھی تشریف لائے اور جو
دکنی بادشاہ احمد شاہ بہمنی کے ہم عصر اور صوفی مرتاض اور شاعر بے بدل
تھے اور جن کا مزار کرمان کے متصل ماہان مقام پر ہے اور مرجع خلافت
ہے۔ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کا شجرہ نسب سولہ واسطوں کے

ساتھ غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ تاریخ فرشتہ میں جو ہندوستان کی قدیم اسلامی تاریخ کا ایک مستند ماخذ ہے۔ حضرت کے حالات کا تذکرہ ملتا ہے اور ان کا سال وفات ۱۲۳۱ء ۱۲۶۱ء ۱۲۸۳ء لکھا ہے۔ جلد مقالہ سوم روضہ اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ کانپور نومبر ۱۸۸۸ء جناب مفتی غلام سرور مورخ لاہور نے "خزینۃ الاصفیاء" صفحہ ۱۱۵ (مطبوعہ ۱۲۹۰ء ۱۸۷۳ء) میں اور علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے شعر العجم حصہ پنجم میں ان کی یہی تاریخ وصال لکھی ہے اور کسی نے مندرجہ بالا قصیدہ ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

۹ اگست ۱۸۸۸ء کا واقعہ ہے کہ فارسی ادب کے مشہور فاضل و محقق پروفیسر ای۔ جی۔ براؤن (EDWARD G. BROWN) شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے مقبرہ کی زیارت کے لئے ماہانہ چمچے جہاں انہیں مزار کے کسی مجاور سے مندرجہ بالا قصیدہ کی نقل حاصل ہوئی جس میں اصل قصیدہ کے خلاف بعض اشعار کی ترتیب اور الفاظ میں رد و بدل تھا۔ مثلاً عین رمی سال کی بجائے "عین و رادال" اور "ا۔ ح۔ م۔ د" کی بجائے "میم حامیم دال" لکھا تھا۔

ایک عرصہ بعد پروفیسر براؤن نے ۱۹۲۰ء میں اپنی کتاب "تاریخ ادبیات ایران" (A LITERARY HISTORY OF PERSIA) میں یہ قصیدہ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے حالات میں درج کر دیا جس سے ہر جگہ یہ غلط فہمی پھیل گئی کہ مذکورہ قصیدہ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کا ہے۔ حالانکہ

پروفیسر براؤن نے نہایت دیانت داری سے یہ اعتراف بھی کیا تھا کہ ان کے پاس شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے مکمل دیوان کا ایک نسخہ موجود ہے، جو ۱۲۷۶ھ (مطابق ۱۸۶۰ء) کا ہے اور طہران سے چھپا ہے۔ جس میں یہ قصیدہ بالکل مفقود ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں - THE POEM IS NOT TO BE

FOUND AT ALL IN THE LITHOGRAPHED EDITION

یعنی اس نظم کا لیتھو ایڈیشن میں قطعاً کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

اصلی قصیدہ میں رد و بدل کا پس منظر

پروفیسر براؤن "تاریخ ادبیات ایران" (LITERARY HISTORY OF PERSIA) حصہ سوم صفحہ ۴۶۵ پر لکھتے ہیں کہ جب میں کرمان میں تھا تو بانی فرقہ کے لوگ مجھے بتایا کرتے تھے کہ محمد علی باب کے ظہور کی تاریخ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء بطور پیش گوئی اسی "مے بنیم" کے قصیدہ میں بتائی گئی ہے۔ یہ بات بڑی معنی خیز ہے جس سے یہ کھوج لگانے اور یہ معرہ حل کرنے میں مجھاری مدد مل سکتی ہے کہ نعمت اللہ کرمانیؒ کا قصیدہ "شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف منسوب کرنے کی سازش کس نے کی اور کیوں قصیدہ میں "احمد" کی بجائے "محمد" کا لفظ لکھ دیا گیا؟ اور اس میں مندرج ۱۲۰۰ کے اعداد کو ۱۲۶۰ کس لئے ظاہر کیا جانے لگا؟

اور اصل مصرعہ کے الفاظ کو "غ۔ر۔س چوں گزشت از سال" میں بدلتے کا پس پردہ مطلب کیا تھا؟

نعمت اللہ ولی کے نام پر ایک جدید قصیدہ کی تصنیف

حضرت نعمت اللہ ولی کے اس شہرہ آفاق الہامی قصیدہ کی ہندوستان اور ایمان ہر جگہ دھوم مچتی۔ قصیدہ میں واضح پیش گوئی کی گئی تھی کہ ۱۲۰۰ھ کے بعد عجیب و غریب کام ظہور میں آئیں گے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ واقعی ۱۲۰۰ء (۱۸۶۷-۸۷ء) کے بعد ترقی میں جلد جلد سیاسی، تمدنی اور اخلاقی تغیرات وقوع پذیر ہونے لگے انگلستان جیسے ہاتھ سے ۱۸۳۷ء میں امریکہ نکل چکا تھا نئے مقبوضات کی تلاش میں سرگرداں تھا اور اسے جنوبی ہند کی پرشکوہ اسلامی ریاستیں دیکھ کر ہتھیانے کی کوششیں پہلے سے تیز تر کر دیں ۳۳ مئی ۱۸۵۹ء کو والی سلطنت سلطان الجاہدین حضرت ٹیپو سزنگا پٹم میں انگریزوں کا جو اغزوی سے مقابلہ کرتے شہید ہو گئے اس واقعہ ہاتھ سے پورے مسلم اقتدار کی بنیادیں ہل گئیں اور انگریزی اثر و نفوذ طوفان کی طرح بڑھنے لگا۔

اسی دوران میں حضرت سید احمد بریلوی کی تحریک جہاد بلند ہوئی جو مئی ۱۸۳۱ء میں آپ کی شہادت کیساتھ ختم ہو گئی لیکن بعض ہندوستانی مسلمانوں نے جو حضرت سید صاحب سے غایت درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ انکی غیبی بوت اور آمد ثانی کی خبر بھی مشہور کر دی اور عوامی حوصلوں کو بلند کرنے اور زحمت رسیدہ دلوں کی ڈھارس بندھانے کے لئے نعمت اللہ ولی ہی کے نام پر ایک جدید قصیدہ بھی وضع کر لیا۔ اس قصیدہ کے کل ۳۵ اشعار تھے۔

قصیدہ کے چونتیسویں شعر میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ نظم ۱۵۷۰ء میں کہی گئی ہے اور "سلطان مغرب" ۱۲۷۰ء یعنی ۱۸۵۴ء تک ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ "کلکتہ ریویو" ۱۸۷۰ء جلد ۵ صفحہ ۳۸۶-۳۸۷ میں جہاں اس اختراعی قصیدہ کا انگریزی ترجمہ لکھا ہے۔ شعر نمبر ۳۳ کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں دیا گیا ہے۔

"IN (570) FIVE HUNDRED AND SEVENTY

THIS ODE IS COMPOSED

IN (1270) TWELVE HUNDRED AND SEVENTY

THE KING OF THE WEST WILL APPEAR."

اس نظم میں "سلطان مغرب" کی آمد کا جو سال متعین کیا گیا تھا وہ نہ صرف ظہور سلطان مغرب کے بغیر گزر گیا بلکہ تین سال بعد ۱۸۵۷ء میں مغلیہ حکومت کی بساط سیاست الٹ گئی اور جیسا کہ اصل قصیدہ میں خبر دی گئی تھی پہلے سکے کی بجائے ملک میں نیا سکہ راج ہو گیا۔

"کلکتہ ریویو" ۱۸۷۰ء میں مطبوعہ جعلی قصیدہ

ذیل میں "کلکتہ ریویو" ۱۸۷۰ء میں مطبوعہ قصیدہ کا انگریزی متن مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

I tell the truth that there will be a King
 By the name of Timur, and he will reign thirty years
 Murdan Shah will be his successor;
 He shall also reign thirty years in this world.
 When he will leave this world,
 Abu Sayyid will be the king of men and genii
 After him. Omur Shah will be the next ruler.
 He will have possession of the throne of Hindustan.
 Baber Shah, the king of Cabul,
 Will be the next ruler of Hindustan, and Delhi will be
 his capital

He will be succeeded by Sekunder, who will leave the
 throne to Ibrahim

At this time there will be great oppression in the world
 Hoomayun will be raised to the throne.

In his reign the Afghan dynasty will rise.

The founder of this dynasty will invade Hindustan,
 Whose name will be Shere Shah.

Hoomayun will fly and go to Iran to the descendants
 of Muhammad,

There he will be respected very much.

The king of kings (i.e. the King of Iran) will be very
 kind to him,

And will increase his dignity and honour.

When he will march towards Hindustan to reinstate
 Hoomayun'

Shere Shah will die and his son will succeed him.
 Hoomayun will easily get back the throne of Hindustan.
 After him, Akbar Shah will be the next ruler.
 His son Jehangeer will succeed him!
 He will be a great protector of the world.
 When he will leave this world,
 Shah Jehan will reign thirty years or more than that.
 His younger son will succeed him,
 Who will reign more than thirty and less than forty years.
 People will be very much oppressed during his reign,
 And faith will disappear altogether,
 Faith will be lost and falsehood will arise;
 Friends will be enemies of each other.
 He will reign twenty or thirty years,
 His youngest son will succeed him.
 During his reign faith will be strengthened;
 The name of this King will be Moozan Shah.
 People will be at rest in his reign,
 And justice will be current in the land.
 He will reign only a few years,
 And his younger son will succeed him!
 Under his protection there will be peace;
 Miseries will be driven out and happiness will reign;
 He will reign eleven years.
 Then there will be another king;
 Nadir will invade Hindustan;
 His sword will cause the massacre of Delhi.
 After this Ahmad Shah will invade,

And he will destroy the former dynasty.

After the death of this king,

The descendants of the former king will be reinstated.

The Sikhs will grow powerful at this time and commit all sorts of cruelties.

This will continue for forty years.

Then the Nazarenes will take the whole of Hindustan;

They will reign one hundred years.

There will be great oppression in this world in their reign,

For their destruction there will be a king in the West,

This king will proclaim a war against the Nazarenes,

And in the war a great many people will be killed.

The King of the West will be victorious by the force of the sword of Jihad.

And the followers of Christ will be defeated.

Islamism will prevail forty years.

Then a faithless tribe will come out of Ispahan,

To drive out these tyrants, Jesus will come down

(from heaven) and the expected Mehdi will appear.

All these will occur at the end of the world.

In (570) five hundred and seventy this ode is composed.

In (1270) twelve hundred and seventy the King of the West will appear.

Neamutullah knew the mysteries of God.

His prophecies will be fulfilled to men.

ترجمہ

میں حق بات کہتا ہوں کہ تیمور نام کا ایک بادشاہ ہوگا جس کی حکمرانی تیس برس تک ہوگی۔

مردان شاہ اس کا جانشین بھی اس دنیا میں تیس برس تک ہی بادشاہی کرے گا۔ جب وہ اس جہاں سے رخصت ہوگا تو ابوسید جن و انس پر حکومت کرے گا اور پھر اس کے بعد عمر شاہ بادشاہ ہوگا۔ جو ہندوستان کے تخت و تاج کا مالک ہوگا۔ اس کے بعد بابر بادشاہ کابل ہندوستان کا فرمانروا ہوگا اور دہلی اسکادار السلطنت ہوگا سکندر اس کا وارث ہوگا اور وہ اپنے بعد ابراہیم کو اپنا تخت سپرد کرے گا اور یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ دنیا میں جو رواج استبداد کا دور دورہ ہوگا پھر بہایوں تخت سنبھالے گا اور اس کے دور میں افغان خاندان کو عروج حاصل ہوگا جس کا بانی ہندوستان فتح کرے گا اس کا نام شیرشاہ ہوگا۔ بہایوں بھاگ کر ایران پہنچے گا اور محمد کے جانشینوں کے پاس پناہ حاصل کرے گا اور یہاں اسے عزت و تکریم نصیب ہوگی۔ شہنشاہ ایران اس پر مہربان ہوگا اور اس کی ترقی برٹھائے گا۔ جب وہ ہندوستان پر بہایوں کو بادشاہت دلانے کے لئے حملہ کرے گا تو شیرشاہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہوگا اور اس کا بیٹا جانشین ہوگا اور پھر بہایوں آسانی سے اپنا تاج و تخت دوبارہ حاصل کرے گا۔ اس کے بعد اکبر شاہ اس کا جانشین ہوگا اور جہانگیر بعد ازاں اس کا وارث ہوگا، جو دنیا میں امن کو فروغ بخشنے گا۔ اس کی رخصت کے وقت شاہ بچہان تخت سنبھالے گا اور تیس برس یا زیادہ عرصہ تک بادشاہی کرے گا۔

اس کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا اس کا جانشین ہوگا اور تیس یا چالیس سال کا عرصہ حکمرانی کرے گا۔

اس کے زمانہ میں لوگ بڑے ظلم و ستم کا شکار ہوں گے۔ ایمان کا تو خاتمہ ہی ہو جائیگا۔ بن برباد ہو جائے گا اور باطل کو عروج ہوگا۔

دوست، دوست کا دشمن ہوگا۔ اس کا زمانہ حکومت بیس اور تیس برس کے درمیان ہوگا۔ اس کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا تاج و تخت سنبھالے گا جس کے زمانہ میں دین کو تمکنت ملے گی۔ اس کا نام موذن شاہ ہوگا۔

اس کے عہد میں لوگ چین کی نیند سو یا کریں گے۔

ملک میں حق و انصاف کی حکمرانی ہوگی۔ مگر اس کا دور صرف چند برس کا ہوگا۔ اس کا چھوٹا بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔ اس کے دور میں بھی امن و چین رہے گا۔ مصائب بھگا دیئے جائیں گے اور خوشحالی حکمران ہوگی اور اس کا دور حکومت گیارہ برس تک رہے گا۔

پھر اس کے بعد ایک اور بادشاہ آئے گا۔ نادریہ ہندوستان پر چڑھائی کرے گا۔ دہلی میں قتل عام ہوگا۔ اس کے بعد احمد شاہ حملہ کرے گا اور پہلے خاندان کو نیست و نابود کر دے گا۔

اس بادشاہ کی موت کے بعد پہلے بادشاہوں کا خاندان پھر تاج و تخت حاصل کرے گا۔ اس وقت سکھوں کو قوت و شوکت حاصل ہوگی اور ہر قسم کے ظلم و ستم کا دور دورہ ہوگا اور یہ چالیس برس تک جاری رہے گا۔ پھر نصرانی

سارے ہندوستان پر قبضہ حاصل کر لیں گے اور سو برس تک حکومت کریں گے۔ ان کی حکومت میں دنیا پر بڑا ظلم ہو گا۔ ان کی تباہی کے لئے مغرب سے ایک بادشاہ آئے گا جو ان نصرا نیوں کے خلاف اعلان جنگ کرے گا۔ جس میں بے شمار لوگ مارے جائیں گے اور مغرب کا یہ بادشاہ سیفِ جہاد کی قوت سے کامران ہو گا اور مسیح کے پیروکاروں کو شکست ہو گی اور اسلام چالیس برس کے لئے غالب آجائے گا۔ پھر اصفہان سے ایک بے دین قبیحہ خروج کرے گا۔ ان ظالموں کا قلع قمع کرنے کیلئے آسمان سے مسیح اتریں گے اور مہدیؑ معبود ظاہر ہوں گے اور یہ دنیا کے آخر پر ظہور میں آئے گا اور میں نے یہ قصیدہ سال ۵۴۰ میں لکھا اور مغرب کا یہ بادشاہ ۱۲۴۰ء میں خروج کرے گا۔ نعمت اللہ مونیؒ الہی کا واقف کار تھا اور اس کی پیش گوئیاں انسانوں پر پوری ہوں گی۔

بیسویں صدی کے شروع میں "کلکتہ ریویو" کے جعلی قصیدہ کی بگڑی ہوئی شکل کا نمونہ

"کلکتہ ریویو" کے جعلی قصیدہ کی شکل مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتی رہی۔ یہاں تک کہ بیسویں صدی کے آغاز میں اس نے جو صورت اختیار کر لی اس کا نمونہ ہمیں شمالی ہند کے بعض اخبارات سے ذرا ذیل صورت میں ملتا ہے۔

راست گوئم بادشاہے در جہاں پیدا شود
 نام تیموتے بود صاحب قرآن پیدا شود
 بعد ازاں مرزا محمد وارثش گردد پدید
 واسطے صاحب قرآن اندر زمان پیدا شود
 چوں کند عزم سفر او از فنا سوئے بقا
 بعد ازاں اخوان شاہ انس و جان پیدا شود
 بعد ازاں گردد عمر شایستہ مالک رقاب
 گردد آل ہم مدعیش ہم در آل پیدا شود
 شاہ نادر بعد ازاں در ملک کابل بادشاہ
 پس بدہلی واسے ہندوستان پیدا شود
 از سکندر چوں رسد نوبت بابر اہم شاہ
 ایں یقین دان فتنہ در ملک آل پیدا شود
 باز نوبت بابر ہمایوں چو رسد از لائزال
 ہم درساں افغان یکے از آسمان پیدا شود
 حادثہ رو آورد سوئے ہمایوں بادشاہ
 آل کہ نامش شیر شاہ باشد ہماں پیدا شود
 میر و در ملک ایران پیش اولاد رسول
 تا کہ قدر و منزلت زان قدرواں پیدا شود

شاه شالان مہر بانیہا کند بر حال او
 تا وقار و عزتش چون خسرواں پیدا شود
 تا زمان آنکہ او لشکر بیارد سوئے پسند
 شیر شاہ فانی شود، یورش بر اں پیدا شود
 پس ہمایوں میر سدور ہند و قابض مے شود
 بعد ازاں اکبر شہ کیشور ستان پیدا شود
 بعد ازاں شاہ جہانگیر است گیتی را پناہ
 وارث او در جہاں شاہ جہاں پیدا شود
 چون کند عزم سفر زہیں جا سوئے دارالبقاء
 ثانی صاحب قران شاہ جہاں پیدا شود
 بیشتر از قرن کمتر از چہل شاہی کند
 تا کہ پورش خورد پیش آل کلان پیدا شود
 رختا گردد بعالم، ملک او گردد خراب
 از عجاہبا چہ گرداب جہاں پیدا شود
 در تحیر خلق افتد چون جہاں گردد چنین
 مہترے از آسمان آتش فشاں پیدا شود
 راستی کمتر شود کبر و غل گردد فنزوں
 دوست دشمن مے شود شک اندراں پیدا شود

ہم چنان دو عشر یا سہ بادشاہی او کنند
 تا ز فرزندان کوچک بعد ازاں پیدا شود
 او برادر بر کند از حکم خود اندر جہاں
 والی از خلق عالم سرفشاں پیدا شود
 اندر این آید قضا از آسمان گردد پدید
 و آنکہ نام او معظم بے گماں پیدا شود
 خلق را فی الجملہ اندر دور دور سکون
 مرتبے بر زخم ہائے مردمان پیدا شود
 این چنین تا چند سال او بادشاہی ما کند
 عاقبت از کوشکے ابدالیاں پیدا شود
 از طفیل مقدمش در دور گردو اعتدال
 غم بدر گردد ز عالم خوش جہاں پیدا شود
 ہم چنین وہ عشریک سال او بود آخر فنا
 ال پسر آید دریں شاہ زمان پیدا شود
 نادر آید ہم ز ایران اوستاند ملک ہند
 قتل دہلی پس بزور تیغ ال پیدا شود
 چوں کند عزم سفر سوئے بقا این بادشاہ
 رخنہ اندر خاندانش زیں میاں پیدا شود

بعد ازاں شاہ قوی زور است گیتی ما پناہ
 اور بلک ہند آید حکم آن پیدا شود
 قوم سکھوں جبر دیشہا کند بر مشلین
 تا چہل این دور بدعت اندر آن پیدا شود
 بعد ازاں گرد نصاریٰ ملک ہندوستان ہتھام
 تا صدی حکمش میان ہندیان پیدا شود
 از برائے دفع دجالے ہی گویم شنو
 علیؑ احمد مہدی آخر زمان پیدا شود
 پانصد و ہفتاد ہجری تا از من این گفتہ شد
 یک ہزار و دوصد و ہفتاد آن پیدا شود
 در بحوالہ ہفت روزہ "بدر" ۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء

نعمت اللہ ولیؑ کے نام پر دوسرا جعلی قصیدہ

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اتحادیوں نے ظالمانہ طور پر ترکی
 حکومت کے حصے بخر کر دیئے اور ہندوستان میں کانگریسی لیڈروں
 کی قیادت میں رفتہ رفتہ تحریک عدم موالات زور پکڑ گئی تو مسلمانان ہند
 کی ذہنی و قلبی تسکین کے لئے دوبارہ قصیدہ سازی ہی کا حربہ استعمال
 کیا گیا اور اس مرتبہ بھی اسی نعمت اللہ ولیؑ ہی کی طرف نسبت دی
 گئی۔ اصل قصیدہ میں تو امام موعودؑ کا نام احمد بتایا گیا تھا مگر اس قصیدہ

میں اس کے برعکس یہ کہا گیا کہ آخری زمانہ میں ”احمد“ نامی دو شخص گمراہی پھیلائیں گے۔ چونکہ چودہویں صدی سے بھی کئی سال گزر چکے تھے اس لئے یہ خطرہ روز بروز بڑھ رہا تھا کہ لوگ کہیں کسی مدعی مہدویت و مسیحیت کی آواز پر لبیک نہ کہہ اٹھیں۔ اس ”خطرہ“ کا تدارک یوں کیا گیا کہ قصیدہ میں یہ بشارت دی گئی کہ حبیب اللہ والی کابل، ہندوستان کے کفار پر فتح یاب ہوں گے۔ جس کے بعد آخر موسم حج میں مہدی موعود کا ظہور ہوگا۔

اس مختصر سے تعارف کے بعد ذیل میں ”تعلیماتِ جدیدہ پر ایک نظر“ کے صفحہ نمبر ۷۷ سے پورا قصیدہ بدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

چوں آخری زمانہ آید بدیں زمانہ!
 شہباز سدرہ بینی بر دستِ رائیگانہ
 بینی تو عیسوی سا بر تختِ بادشاہی
 گیرند مومناں را با حیلہ و بہانہ
 احکام دین و اسلام چوں شمع گشتہ خاموش
 عالم جہول گردد جاہل شود علامہ!
 در شہر کوہ کشلاک نوشند خمر بے باک
 ہم مہنگ، چرس تریاق نوشند باغیانہ
 فاسق کند بزرگی بر قوم از سترگی
 پس خانہ بزرگی سازند بے نشانہ

در کوه گلہ باناں در شہر ہا خراماں
 باشند چو باد شاہاں سازند خوش مکانہ
 آل عالمان عالم گردند ہم چو ظالم !
 پس شستہ روئے خود را بر سر نہند عامہ
 زینت دہند خود را با شملہ و بچبہ
 گو سال ہائے سامر باشند درون حجامہ
 ہم بنگ ہائے رشوہ ہر قاضی چو خشوہ
 با غمزہ و کرشمہ گیرند بر سلامہ
 ہر مومن نزاری در چنگ قاضی آدمی
 چون سگ پٹے شکاری قاضی کند بہانہ
 ہم مفتیان فتوے ، فتوے دہند بے جا
 اند حکم شرع سازند بیروں بے بہانہ
 در مکتب و مدارس علم نجوم خوانند
 ہم اعتقاد بے جا بنہند بے کرانہ
 فسق و فجور در کوہ راج شود بہر سوہ
 مادر بدختر خود سازد بے بہانہ
 در ہند ، سندھ و مدباس اولاد گورگانی
 شاہی کنند اما شاہی چو ظالمانہ

تائدت سه صد سال در ملک هند و بنگال
 کشمیر و شہر گوپال گیرند تاکرانہ !!
 صد سال حکم ایشان در ملک بلخ و توران
 آخر شود بیکساں در کہت عنائبانہ
 آن راجگان پنگی محسور و مست بھنگی
 در ملک شاہ فرنگی آئند غالبانہ
 صد سال حکم ایشان در ملک ہند و داں
 آرید اے عزیزاں این نکتہ بیانہ
 طاعون و قحط یک جا در ہند گشت پیدا
 پس مومناں بمیرند ہر جا انہیں بہسانہ
 بچوں مردے ز نسل ترکان رہزن شود سلطان
 گوید دروغ دوستاں در ملک ہندیانہ
 دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
 سازند از دل خود تفسیر فی القدر
 اسلام و اہل اسلام گردد عزیز میداں
 در ملک بلخ و توران در ہند و سندھیانہ
 در شرق و غرب یکسر حاکم شوند کافر
 چوں مے شود برابر این حرف این بیانہ

از پادشاه اسلام عبدالحمید ثانی
 چون کیتباد و کسری می باشد عادلانه
 بر او نصاری هر سواخوا غلو نمایند
 پس ملک او بگیرند با حیل و بهیانه
 بر کوه قاف میدان باشند روس فرما
 خوارزم و حیره یکساں گیرند تا کرانه !!
 جاپان و چین و ایران خرطوم هم کهستان
 هم ملک مصر و سوداں گیرند تا کرانه
 قتل عظیم سازند در دشت مرد میدان
 بر قوم ترکمانا آئند غالبانه
 شاه بخارا توران تابع شود بدیشان
 تا آنچه شعر خوانم گیرند تا کرانه
 نیپال و ملک تبت چترال ننگه پر بت
 پس ملک های گلگت گیرند با عنیان
 دوشه چو شاه شطرنج بر یک بساط بنیم
 از بر ملک و هم گنج آئیند مدعیان
 سرحد جدا نمایند از جنگ باز آئیند
 صلح فریب سازند صلح منافستان

کافر چو مومنان را ترکیب دین نمایند
 از حج مانع آئند و نه خواندن قرآن
 در عین بے قراری هنگام اضطراب
 رحمت کند چو باری بر حال مومنان
 ناگاه مومنان را شورش پدید گردد
 با کافران مناسبت جنگی چو رستم
 گردد ز نو مسلمان غالب ز فیض رحمت
 یعنی که قوم افعال باشند شادمان
 آخر حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ
 گیرد ز نصر اللہ شمشیر از میان
 رود اٹک دو سه بار از خون ناپ کفار
 ترے شود بکیبار حریان جارحانہ
 پنجاب و شہر لاہور ہم ڈیرہ جات بنوں
 کشمیر ملک منصور گیرند غائبانہ
 چوں مردمان اطراف این مژدہ کشند
 یک بار جمع آئند بر باب عالیانہ
 قوم فرانس و ایماں بر ہم منورہ اول
 با انگلش و اطالی آئند جارحانہ

این غزوه تا بہ شش سال باشد ہمہ دنیا
 خوں ریختہ بقتربان سلطان غازیانہ
 حادہ شود علمدار در ملک ہائے کفار!
 فی النار گشتہ کفار از لطف آن یگانہ
 اعراب نیز آئند از کوہ و دشت و ہاموں
 سیلاب آتشینے از ہر طرف روانہ
 آخر بموسم حج مہتدی خروج سازند
 آن شہرہ خروجش مشہور در جہانہ
 خاموش نعت اللہ اسرار حق مکن فاش
 در سال گنت کتراً باشد چنین بیانہ

پہلے وضعی قصیدہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں تبدیلی

مؤلف کتاب "تعلیمات جدیدہ پر ایک نظر" نے متذکرہ بالا
 جعلی قصیدہ درج کرنے کے علاوہ پہلا وضعی قصیدہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء بھی
 کافی تصرف کے ساتھ درج کیا اور ساتھ ہی یہ تبدیلی کر ڈالی
 کہ جس شعر میں سلطان مغرب کے لئے ۱۲۷۰ ہجری کا سال درج تھا۔
 اسے ۱۳۸۰ھ میں تبدیل کر کے یوں لکھ دیا۔

پانصد و ہفتاد ہجری آن زمانے گفتہ شد
 یک ہزار و سی صد و ہشتاد آن پیدا شود

تاہم انہوں نے یہ اعتراف فرمایا کہ :-

” پچھلے ترک موالات کے دنوں میں دو قسم کے اور قصیدے بھی شائع ہوئے تھے۔ ایک کا قافیہ شود تھا اور دوسرے کا بیان وغیرہ اور اس میں مختلف التواریح اور متبائن المصناین تھے۔ اس لئے ایسے قصائد قابل اعتبار ہی نہیں ہیں۔“
(صفحہ نمبر ۱۶۳)

کتاب ”تعلیمات جدیدہ پر ایک منظر“ میں شائع شدہ پہلا جعلی قصیدہ!

اس کتاب میں یہ جعلی قصیدہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع ہوا۔
راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود
نام آل تیمور شاہ صاحب قرآن پیدا شود
بعد ازاں میراں شہے کشورستان گورد پدید
والی صاحب قرآن اندر زماں پیدا شود
چوں کند عزم سفر آل شاہ سوئے دارالبقا
بعد ازاں اجواں شاہ در انس و جاں پیدا شود
بعد ازاں گورد عمر شامشے مالک رکاب
گورد آل شاہ مدعیش ہمدراں پیدا شود
شاہ بابر بعد زماں در ملک قلب بادشاہ
پس بدہلی دایہ ہندوستان پیدا شود

از سکندر چون رسد نوبت بابرآہیم شاہ
 این یقین دال فتنہ در دور آل پیدا شود
 باز نوبت چون رسد شاہ ہمایوں را نہ حق
 سہراں افغان یکے از آسماں پیدا شود
 حادثہ رو آورد سوئے ہمایوں بادشاہ
 آنکہ نامش شیرشاہ باشد ہماں پیدا شود
 چون رود در ملک ایراں پیش اولاد رسول
 تا کہ قدر و منزلت از قدر دال پیدا شود
 شاہ شایاں مہربانیا کند در حق او
 تا وقار عزت چوں خسرواں پیدا شود
 تا زمانی آنکہ او لشکر بیارد سوئے ہند
 شیرشاہ فانی شود پوزش بر آل پیدا شود
 پس ہمایوں آمدہ گیرد متسامی ملک ہند
 بعد ازاں اکبر شہی کشور ستاں پیدا شود
 بعد ازاں شاہ جہانگیر است گیتی را پناہ
 و نگہی اندر جہان شاہ طاغیان پیدا شود
 چوں کند عزم سفر آں شاہ سوئے دارالبقا
 ثانی صاحب قرآن اندر جہاں پیدا شود

ثانی صاحب قرآن تا چهل شاہی سے کند
 تامل جورش جو روین آں کلاں پیدا شود
 فتنہ ہا در ملک آرو نیز بس گردد خراب
 از عجائب ہا بود گر آب و ناں پیدا شود
 در تخیر خلق آید چوں چنین گردد خراب
 مشتری آتش فشاں از آسماں پیدا شود
 راستی کمتر بود کذب و دغل گردد فزوں
 دوست گردد دشمنی اندر میاں پیدا شود
 ہم چناں در عشرہ ہاشمی بادشاہی سے کند
 تازہ فرزندان او کوچک بدارا پیدا شود
 او بر آید پر کند ادا زہ خود در جہاں
 والی در خلق عالم سرفشاں پیدا شود
 اندر آں اثنا قضا از آسماں آید پدید
 آنکہ نام او معظم بیگیاں پیدا شود
 خلق سانی الجملہ در دوران او گردد سکون
 بر جراحات ہائے مردم مرہم آں پیدا شود
 نادر آید او ز ایران می ستاند ملک ہند
 قتل دہلی پس بزور جہد آں پیدا شود

بعد ازاں احمد شہی کو ہست گیتی را پناہ
 او بلک ہند آید حکم آں پیدا شود
 چوں کند عزم سفر آں شاہ سوئے دارالبقا
 رخنہ اندر خاندانش زان میاں پیدا شود
 قوم سکھان چیرہ دستی چوں کند بر مسلمین
 تا چہل^{۴۳} این دور بدعت اندراں پیدا شود
 بعد زان گیرد نصاریٰ ملک ہندوستان تمام
 حکم شان صد سال در ہندوستان پیدا شود
 چوں شود در دور ایناں جو بدعت راج
 شاہ غربی بہر قتلش عویش عنان پیدا شود
 قاتل کفار خواهد شد شہ شیر علی^{۴۴}
 حامی دین محمد پاسبان پیدا شود
 در میان این و آں گہ دو چوبیس جنگ عظیم
 قتل عالم بے شبہ در جنگ آں پیدا شود
 فتح یابد از خدا آں شاہ بزور خود تمام
 قوم عیسائی را شکستے بے گماں پیدا شود
 غلبہ اسلام ماند تا چہل^{۴۵} در ملک ہند
 بعد ازاں دجال خزانہ اصفہاں پیدا شود

از برائے دفع آل و جمال سے گویم شنو
 عیسیٰ آید ہمدیٰ آخر زماں پیدا شود
 پانصد و ہشتاد ہجری آل زمانے گفتہ شد
 یک ہزار و سی صد و ہشتاد آل پیدا شود
 سالہا چوں سیزدہ می بگذرد زمان او !
 شور و غوغا اختلافش زماں میاں پیدا شود
 نعمت اللہ را چو آگاہی شد از اسرار حق
 گفتہ او بیگیاں بر مرد مال پیدا شود
 (صفحہ ۱۶۴ - ۱۶۵)

اس مرحلہ پر قارئین سے درخواست ہے کہ وہ "ریپو یو کلکتہ"
 ۱۹۸۰ء اور ہفت روزہ "بدر" مارچ ۱۹۰۶ء میں طبع شدہ جعلی قصیدہ
 کے اشعار کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ انہیں یہ تجربہ کرنے میں آسانی
 ہو سکے کہ قصیدہ سازی کی صنعت مختلف مراحل طے کرنے، کتر و
 بیونت، تراش خراش اور جراحی کے عمل کے نتیجہ میں کیا رنگ پکڑ
 گئی ہے۔

دونوں قصائد کی وضعی حیثیت کا بے نقاب ہونا

حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے اصل قصیدہ کے مقابل دوسرے دونوں
 قصیدوں کا وضعی ہونا بہت جلد اہل قلم و اہل دانش پر کھل گیا اور ایسا

ہونا ضروری بھی تھا۔ اس لئے کہ مذہبی دنیا کی تاریخ میں جتنی صحیح پیش گوئیاں محفوظ ہیں۔ ان میں اخفاء اور ابہام کا پہلو ضرور پایا جاتا ہے۔ یہی بات شمالی ہند کے عالم دین مولانا فیروز الدین صاحب تاجر کتب لاہور کو کھٹکی جنہوں نے اپنی کتاب ”قصیدہ ظہور مہدی“ میں صاف لکھا کہ :-

”بات یہ ہے کہ کسی خاص حادثہ یا قیامت کے متعلق

صحیح صحیح اطلاع دے کر وقت مقرر کرنا انہیں قدرت کے

خلاف ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء قیامت کو ابتدا ہی سے

قریب کہتے چلے آئے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص

اسے قریب سمجھ کر ظلم و طغیان اور فسق و کفران سے بچنے

کی کوشش کرے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام ابتدا ہی

سے کہہ دیتے کہ آٹھ ہزار برس گزر چکنے کے بعد قیامت

آئے گی تو تمام پیغمبروں کی وعید بے اثر ہو جاتیں۔ ہر

شخص سمجھتا کہ وہ زمانہ ابھی بہت بعید ہے۔ دیکھا جائے

گا۔ اب شاید یہاں کوئی یہ خیال پیدا کرے کہ اس بات

سے نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پائی جاتی

ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ انبیاء و اولیاء کی نظریں

بہت بلند ہوتی ہیں اور وہ تمام واقعات آئندہ کو

دیکھ لیتی ہیں جو ان کو بالکل قریب نظر آتے ہیں۔ اس

لئے ان کا قریب فرمانا باوجود ہمارے لئے بعید ہونے

کے بھی بالکل سچ ہے۔ سالوں، مہینوں اور دنوں کے
 تعینات تو ہمارے لئے ہیں۔ انہیں جب اہل واقعات
 سامنے نظر آگئے تو ان کے لئے بعید کیسے ہو گئے؟ اسی
 اعتبار سے قرآن مجید میں جا بجا قیامت کو اسی طرح
 ظاہر فرمایا ہے کہ وہ قریب ہے۔ کیونکہ اصلاح عالم کے
 لئے مصلحت یہی ہے۔ پس اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے
 مناسب نہیں ہوتا کہ کوئی ولی اللہ قیامت یا کسی ایسے
 عالمگیر واقعہ کا سن و سال مقرر فرمائے۔ گو اس کے ساتھ
 یہ بھی سچ ہے کہ بعض دفعہ انبیاء و اولیاء خاص الخاص
 اشخاص سے اس راز الہی کو آشکار فرما دیا کرتے تھے۔
 مثلاً حضرت انسؓ نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے عرض کی کہ حکم ہو تو میں حاضرین سے ہر
 ایک کے بہشتی اور دوزخی ہونے کی بابت ظاہر کر دوں
 جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ
 راز الہی اظہار کے لائق نہیں۔

تفسیرہ ظہوری مہدی علیہ السلام مع سوانح عمری حضرت شاہ
 نعمت اللہ ولیؒ صفحہ ۲۸-۲۹-۳۰ طبع دوم، مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس
 بیرون دروازہ شیرالوالہ گیٹ لاہور

جناب مولوی فیروز الدین صاحب نے اس حقیقت پر روشنی ڈالنے

کے بعد ”خواجہ نعمت اللہ ہانسومی“ کے نام پر تصنیف ہونے والے دونوں قصائد کا ذکر درج ذیل الفاظ میں فرمایا:-

”اسی قسم کے بعض دوسرے قصائد بھی عوام میں مشہور و متداول ہیں۔ مثلاً ایک وہ قصیدہ ہے جس کی ردیف ہے۔
”پیدا شود“

راست گوئیم پادشاہے دو جہاں پیدا شود
اس کے مصنف نے بھی کچھ تبدیلی کے ساتھ بعض
حوادث کی اطلاع دی ہے۔ مگر اس قصیدہ کو سید نعمت اللہ
شاہ صاحب کرمانی ^{رحم} سے منسوب کرنا نہ صرف ظلم ہے،
بلکہ حماقت بھی ہے۔ کیونکہ یہ قصیدہ صرف ہندوستان سے
مخصوص ہے جس میں شاعر نے امیر تیمور سے لے کر معظم شاہ
تک تو مغلیہ پادشاہوں کو نام بنام گنوا دیا ہے۔ لیکن اس
کے بعد ناموں کی گڑ بڑی کے باعث مصنف صاحب خود
مجهول گئے ہیں۔ کیونکہ یہاں اکبر ثانی کے نام نے انہیں
اگے چلنے نہیں دیا۔

اسی طرز کا ایک اور قصیدہ بھی دیکھا گیا۔ جس میں
حبیب اللہ و نصر اللہ مرحوم امیر افغانستان اور ان کے
برادر محترم مرحوم کے نام بھی تھے جسے ایک چھوپالی صاحب
نے اپنے ولی عہد ریاست نصر اللہ خاں بہادر سے نسبت

دی تھی۔ مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ قصائد کس اعتبار کے

لائق تھے.....!

بہر حال ایسے تمام قصائد کا جن میں ہندوستان کے متعلق

یا اس کے گرد و نواح افغانستان وغیرہ کی سلطنتوں کے

بادشاہوں کے نام خصوصیت کے ساتھ ذکر کئے گئے ہوں

سید نعمت اللہ شاہ کرمانی سے منسوب کرنا علمی حیثیت

سے ایک کوشش بے فائدہ ہے۔“

رقیۃ ظہور مہدی علیہ السلام مع سوانح عمری حضرت نعمت اللہ دہلوی

صفحہ ۳۲-۳۵-۳۶

۱۹۴۸ء میں دوسرے جعلی قصیدہ کی اضافہ کیساتھ اشاعت

۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو مملکت خداداد پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو عید الفطر سے صرف ایک روز قبل ریڈ کلف ایوارڈ نے نہایت ظالمانہ طور پر پٹالہ، گورداسپور اور پٹان کوٹ کی مسلم اکثریت کی تحصیلوں کے علاوہ اور بہت سا علاقہ پاکستان سے کاٹ کر ہندوستان کا حصہ بنا دیا اور ساتھ ہی ہندوؤں اور سکھوں نے مشرقی پنجاب کے بہتے اور منظلوم مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا اور مسلم ہند کے بڑے بڑے اسلامی شہر مسلمانوں سے چھین گئے۔ حتیٰ کہ دہلی جیسا عظیم شہر جو مسلمان بادشاہوں کا صدیوں تک دارالسلطنت رہا۔ مسلمانوں کے خون سے لالہ زاد

بن گیا اور کر بلا کا منظر پیش کرنے لگا۔ اس المناک حادثہ پر ۱۹۴۸ء کے وسط میں بعض ہوشیار لوگوں نے نعمت اللہ دلی کی طرف منسوب دوسرا وضعی قصیدہ جس کا قافیہ ”بیانہ“ تھا اور تحریک عدم موالات کے زمانہ میں اشعار تک تصنیف ہوا تھا۔ لاہور کے اخبار ”زمیندار“ اور ”شہباز“ وغیرہ میں مزید نپدرہ سولہ اشعار کے اضافہ کے ساتھ شائع کر دیا۔ اضافہ شدہ اشعار میں اس طرز کا مضمون تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا شہر ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اس میں ان کا قتل عام ہوگا یہ قصہ دو عیدوں کے درمیان ہوگا۔ مگر پھر ماہ محرم میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار آجائے گی اور وہ ہندوستان پر دوبارہ قابض ہو جائیں گے۔ چونکہ اس وقت تک میر عثمان علی مرحوم والی دکن کی ریاست قائم تھی۔ اس لئے یہ شعر بھی جڑو دیا گیا کہ

بعد آں شود چو شورش در ملک ہند پیدا

عثمان نماید آندم یک عنزم عنازیانہ

یعنی اس کے بعد پورے ملک ہند میں شورش بپا ہوگی۔ تب عثمان

جہاد کا مصمم ارادہ کرے گا۔ لیکن ۱۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ریاست حیدرآباد

نے بھارتی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس پیشگوئی کے مصنوعی

اور بناوٹی ہونے پر خود بخود مہر تصدیق ثبت ہو گئی۔

روزنامہ امر روز کا زبردست تنقیدی نوٹ

ایک وضعی قصیدہ کو اصلی ثابت کر کے اس میں اضافہ کرنے کی حرکت نہایت درجہ افسوس ناک تھی۔ جس کے خلاف پنجاب کے مسلم پریس کی طرف سے زبردست صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ چنانچہ اخبار امر روز نے اپنی ۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں اس پر مندرجہ ذیل تنقیدی نوٹ شائع کیا:-

”کچھ دنوں سے ہمارے ہاں شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے قصیدے کی بڑی شہرت ہے۔ چنانچہ اکثر اخباروں نے اس قصیدے کو شرح کے ساتھ شائع کیا ہے اور شروع میں شاہ صاحب کے مختصر حالات زندگی بھی دے دیئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ جنہوں نے یہ قصیدہ آج سے ۷۵۹ سال قبل تصنیف فرمایا تھا،

بھینی سلطنت کے زمانے میں بیدر بھی تشریف لائے تھے۔
 اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ قصیدہ بارہویں صدی کے آخر میں
 تصنیف ہوا اور شاہ صاحب اس کی تصنیف سے کوئی دو
 سو برس کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ کیونکہ بھینی سلطنت
 اس قصیدہ کی تصنیف سے کوئی دو سو برس کے بعد قائم ہوئی
 ہے۔ ان دونوں باتوں کو صحیح قرار دینے کے لئے یہ ضروری
 ہے کہ شاہ نعمت اللہ کی عمر ڈھائی تین سو سال قرار دیجائے
 لیکن شاہ نعمت اللہ جو عام طور پر شاہ نعمت اللہ کوستانی
 کے نام سے مشہور ہیں کوئی ایسے غیر معروف بزرگوار نہیں
 کہ ان کے بارے میں اس قسم کی دُور از کار قیاس آرائیاں
 کرنی پڑیں۔ وہ پندرہویں صدی کے بزرگوار ہیں۔ یعنی اُن
 کے قصیدے کا جو سال تصنیف بتایا گیا ہے اس میں اور ان
 کے زمانے میں کوئی تین سو برس کا فصل ہے۔
 شاہ نعمت اللہ اپنی نیکی اور پرہیزگاری کی وجہ ہی سے
 نہیں بلکہ اپنے شاعرانہ کمالات کی وجہ سے بھی بہت مشہور
 ہیں۔ تمام ارباب تذکرہ ان کا نام بڑی عزت سے لیتے ہیں
 اور ان کے کلام کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ شاہ صاحب
 کا شمار صوفی شعراء کے اس گروہ سے ہوتا ہے جن میں سنائی
 عطار، مولوی، رومی، عراقی، ادھدی، سلطان ابوسعید ابوالخیر

وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے اشعار میں بڑی بڑی حلاوت اور لوج ہے۔ زبان بڑی منجھی ہوئی اور صاف سُکھری اور یہ چیز ان کے اکثر معاصر اور قریب العہد شعراء میں موجود ہے۔ شاہ نعمت اللہ سے جو قصیدہ منسوب کیا گیا ہے اور جس میں ہندوستان کی تقسیم اور گاندھی جی کے قتل کے علاوہ ایک اور عالمگیر جنگ کی بھی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اپنی زبان و بیان کے اعتبار سے ایسا نہیں کہ اُسے شاہ نعمت اللہ کو ہستانی جیسے مشہور اور مستند شاعر سے نسبت دی جاسکے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ہم شیر با برادر پسران ہم پر مادر
 نیز ہم پدر بہ دختر مجرم بہ عاشقانہ
 شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل
 صد کربلا چو کربل ہر خانہ بخانہ
 ماہِ حرم آید با تیغ با مسلمان !!
 سازند مسلم آل دم اقدام جارحانہ
 نیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ
 گیرند نصرت اللہ شمشیر از میانہ

فارسی محاورہ کی جتنی غلطیاں ان اشعار میں ہیں ان سے قطع نظر بھی کمر لیا جائے تو اس کا کیا علاج کہ اکثر مقامات

پر حروف صحیح وزن سے باہر ہیں۔ مثلاً دو جگہ ”نیز ہم“
 آیا ہے۔ دونوں جگہ کا ساقط ہے اور ”اقدام جارحانہ“
 سے توصاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شاہ نعمت اللہ کے عہد
 کی زبان نہیں ہو سکتی کیونکہ ”جارحانہ اقدام“ خالص اخباری
 زبان کا لفظ ہے جسے راجح ہوئے ۳۰۔ ۳۵ برس سے
 زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ بہر حال اس قصیدہ کی زبان قطعاً
 غلط ہے جسے فارسی کہتے ہوئے بھی ہمیں ہزار بار تامل
 ہوتا ہے۔

یہ قصیدہ مدت سے پنجاب، سرحد، اور کشمیر میں مشہور
 ہے۔ ایک زمانے میں اس میں دجال کے خروج اور امام
 مہدیؑ کے ظہور کا ذکر تھا اب اس میں ہندوستان کی تقسیم
 گاندھی جی کے قتل اور فرقہ وارانہ فسادات کا تذکرہ ہے۔
 ”حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ“ سے اس زمانے میں
 امیر حبیب اللہ والی افغانستان مراد لئے جاتے تھے
 اب یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ شعر قائد اعظمؒ سے تعلق رکھتا ہے۔

غرض اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ
 قصیدہ شاہ نعمت اللہ کو ہستانی کی تصنیف نہیں۔ اس کی
 زبان سراسر غلط ہے اور اکثر مصرعے وزن سے باہر ہیں۔
 اور اس میں بعض ایسے الفاظ بھی آگئے جو مولانا ظفر علی خان

نے ترجمہ کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے وضع کئے
اور اردو میں رائج کر دیئے۔ یہ قصیدہ مدت سے مشہور
ہے لیکن اب اسے بہت سے اشعار کے اضافہ کے ساتھ
شائع کیا گیا ہے۔“

(روزنامہ ”امروز“ ۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء)

ماہنامہ ”معارف“ دارالمصنفین عظیم گدھ کی تحقیق

پاکستان کے ایک ممتاز اہل قلم جناب عبدالشکور صاحب کا بیان ہے کہ:-
”برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے فوراً بعد جو دور ابتلاء آیا،
اس وقت یہ قصیدہ ماہنامہ ”قندیل“ کراچی میں شائع ہوا۔
جنس کا عنوان تھا ”شکست ہندوستان“ اس پر ایک صاحب
نے اس کا تراشہ ماہنامہ ”معارف“ عظیم گدھ کو بھیجا اور
استفسار کیا کہ آیا شاہ صاحب کا اصل قصیدہ یہی ہے
اور موجودہ قصیدے کی اصل حقیقت کیا ہے؟ ”معارف“
کی طرف سے اس استفسار کا جو جواب دیا گیا وہ ”معارف“
کی جلد ۶۱، شماره فروری ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۴۵ پر شائع ہوا
ہے جو راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ اس جواب کے
مطابق موجودہ قصیدہ جعلی، خود ساختہ اور فرضی ہے۔ اس
قصیدہ کا شاہ صاحب کے اصل قصیدہ سے کوئی تعلق نہیں

ہے نہ یہ قدیم زمانے کے کسی قلمی نسخہ میں موجود ہے اور نہ ہی کسی مطبوعہ نسخہ پر مبنی ہے۔

روزنامہ ”جنگ“ راولپنڈی ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۳

ذیل میں رسالہ ”معارف“ کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں:-

”اس کے فرضی ہونے کی بہت سی داخلی شہادتیں

خود اس قصیدہ کے اشعار میں موجود ہیں۔ نہ صرف اس کا

ہر شعر ”ہندوستانی فارسی“ میں ہے بلکہ اس میں ایسے بہت

سے الفاظ موجود ہیں جو شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے زمانے

میں ان معنوں میں استعمال نہیں کئے جاتے تھے یہاں تک

کہ بعض ملک کے جو نام اس میں آئے ہیں وہ بھی شاہ

صاحب کے زمانہ میں پائے نہ جاتے تھے۔ مثلاً جاپان

کا ذکر اس میں ایک سے زیادہ موقع پر آیا ہے۔ حالانکہ

جاپان کو ”جاپان“ سے جو موسوم کیا گیا ہے وہ مارکو پولو

کے سفر چین ۱۲۹۵ء کے بعد کا واقعہ ہے، چین میں اس

جزیرہ کو چی نیکو (CHI-PEN-KUE) کہتے تھے۔ اس

سے (CHIPANGAI) چپانگو ہوا۔ پھر یہی لفظ انگریزی

میں (JAPAN) ”جاپان“ کے تلفظ سے ادا کیا گیا۔ اور

چینیوں نے بھی اس کے اس تلفظ کو قبول کر لیا (جاپان

از ویڈیو مرے، ظاہر ہے کہ ہم ۱۷ویں صدی کا یہ نومولود

لفظ اس قدر جلد شہرت نہیں پاسکتا تھا کہ شاہ نعمت اللہ
ولی متوفی ۱۳۳۴ھ اور ان کے زمانہ کے لوگ اس سے
واقف ہوتے اور وہ بے تکلف اپنے قصیدہ میں ”جنگ
روس و جاپان“ یا زلزلہ جاپان کا ذکر کرتے اور کہہ
سکتے کہ:-

جاپان فتح یا بد بر ملک روسیانہ (۹)

یا

جاپان تباہ گرد و یک نصف ثنائیہ (۹)
اس لئے حال کے اس تصنیف کئے ہوئے قصیدہ کے
متعلق جو محض سیاسی پروپگنڈے کے لئے تیار کیا گیا ہے
یہ تصریح کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ قدیم
زمانہ کے کسی قلمی یا مطبوعہ اصل پر مبنی نہیں ہے۔
بلکہ یہ سراسر خود ساختہ اور فرضی اور جعلی ہے۔“

”معارف“ فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۱۴۶-۱۴۸

ناظم دارالاشاعت علوم اسلامیہ ملتان کا حقیقت افروز بیان

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ناظم دارالاشاعت علوم اسلامیہ حسین
آگاہی ملتان نے عرصہ ہوا اپنے کتابچہ ”قصائد خواجہ نعمت اللہ کے دیباچہ میں
بالبدایت لکھا کہ:-

”محقق حضرات کا فرمانا ہے کہ قصیدہ اول اصلی ہے جس کے اشعار میں کمی بیشی نہیں ہوئی اور اس میں مے بلیم کا لفظ بہت ذمہ دارانہ ہے جو حقیقتِ حال کو واضح کرتا ہے۔ باقی دونوں قصیدے اضافی اور وضعی ہیں۔“

(صفر ۳)

قیام پاکستان کے بعد جلی اشعار میں بے پناہ صنفا

اگرچہ قیام پاکستان کے پہلے سال ہی جلی قصیدوں کی حقیقت و اصلیت کھل کر سامنے آچکی تھی مگر حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے مقدس نام پر نئے نئے اشعار ڈھالنے والے اصحاب نے اپنی مہم برابر پورے زور شور سے جاری رکھی اور ۱۹۳۸ء سے ۱۹۷۱ء تک جلی شعروں میں بے پناہ اضافہ کر ڈالا جتنا بچہ بیل میں وہ اشعار لکھے جاتے ہیں جو اس عرصہ میں حضرت نعمت اللہؒ جیسے جلیل القدر بزرگ کی طرف منسوب کر کے شائع کئے گئے۔!

..... شاہ بابر حکمراں باشد پس چند روز

در میانش اک فقیر از سالکان پیدا شود

نام او نانک بود آرد جہاں باوے رجوع

گرم بازار فقیر..... بیکراں پیدا شود

در میان ملک پنجابش بود شهرت تمام
 قوم سکھانش مرید و پیرواں پیدا شود

به ملک مصر و سوڈاں بخارا و هم قہساں کہ
 حنتلان شهر، کرخ گیرند تاستانہ
 بہ بحر خزر گیلاں قابض شود و یک آں!
 این طرح بند سلطان گیرند بے ابا نہ
 فوج فرنگ و یوناں مردہ شوند بخندق
 از سبیل غائبانہ از حکمت یگانہ
 ظاہر شود علمدار شخصی ز قوم ز تار
 جسمش چون تار باشد قولش چون رستمانہ

پارینہ قصہ شویم از تانہ بسند گویم
 افتاد قرآن دویم کہ افتاد از زمانہ
 اک زلزله کہ آید چون زلزله قیامت
 جاپان تنبہاہ گردد اک نصف ثمانہ
 تا چار جنگ افتد بہ بہر عنبری
 فاسخ "الف" بگردد بر "راج" کہ ستانہ

جنگ عظیم باشد قتل عظیم سازد
 اک صد و سی واک لکه باشد کتار خانه
 اظهار صلح باشد چون صلح پیش بندی
 بل مستقل نه باشد این صلح در میان
 ظاهر خموش لیکن پنهان کنند سامان
 "ج" "الف" مکرر او مرد مبارزانه
 و تئیکه جنگ جاپان به چین رفته باشد
 نصرانیان به پیکار آئیند باهمان
 پس سال بست و یکم آغاز جنگ دوم
 مهلک ترین اول باشد به جارحنا
 امداد هندیان هم از هند داده باشند
 لا علم ازین که باشند آن جمله رایگان
 آلات برق پیا اسلحه حشر بهر پا
 سازند اهل حرف مشهور آن زمانه
 باشی اگر به مشرق شنوی کلام مغرب
 آید سرود غیبی بر طرز سرشیانه

در الف و روس هم چنین مانند شهید شیرین
 بر الف و "ج" اولی هم "ج" ثانیه

با برق تیغ رانند کوه غضب دوآند
تا آنکه فتح یا بند از کینه و بهرسانه

نفرانیان باشند هندوستان سپارند
تخم بدی بکارند از فسق جاودانه
تقسیم هند گردد، دو حصص هندیها آید
آشوب و رنج پیدا از مکرو از بهرسانه
بے تاج بادشاهان شاهی کنند نادان
اجرا کنند فرماں فی الجمله مهملانه
از رشوت و تساهل دانسته از تغافل
تاویل یاب باشد احکام خسروانه
عالم از علم نالان، دانا از فهم گمریان
نادان به رقص عریال مصروف و الهیانه
از امت محمد سرزد شوند بے حد
افعال مجربانه اعمال عاصیانه
شفقت به سر و مهری تعظیم در ولیری
تبدیل گشته باشد از فتنه زمانه

ہمیشہ با برادر پسران ہم ہم بہ مادر
 نیزم پدر بہ دختر محترم بہ عاشقانہ
 حلت رود سراسر حرمت رود سراسر
 عصمت رود برابر از جبر مغویانہ
 بے پردگی سرائید پردہ دری درائید
 عفت فروشش باشد معصوم نظاہرانہ
 دختر فروشش باشد عصمت فروشش باشد
 مردان سفلہ طینت بہ وضع زایدانہ
 شوق نماز و روزہ حج و زکوٰۃ فطرہ
 کم کردہ در بر آئید اک بار خاطرانہ
 خون جگر بہ نوشتم بارنج بہ تو گوئم
 لکن ترک کن این طرز راہبسانہ
 قبر عظیم آید بہر سزا کہ باشد
 اجراء ز خدا بیارو اک حکم قاتلانہ
 مسلم شونہ کشتہ افعال شونہ حیران
 از دست نیزہ بندال اک قوم ہندوانہ
 ارزاں شود برابر جائیداد و جان مسلم
 خون مے شود روانہ چوں بہر بے کرانہ

از قلب پنج آبی خارج شوند نارمی
قبضه کنند مسلم بر ملک غاصبانه

بر عکس این بر آید در شهر مسلمانان
قبضه کنند هندو بر شهر حبا برانه
شهر عظیم باشد اعظم ترین مقل
صد کربلا چون کربل هر خانه سخانه
رهبر ز مسلمانان در پرده پاسبانان
امداد داه باشد از عهد مشاجرانه
این قصه بین العیدین از شین و تون شیطین
سازد مینود بدرا معتوب فی زمانه

ماه محرم آید با تیغ بر مسلمان
سازند مسلم آندم افتدام جارحانه
بعد آن شود چو شورش در ملک هند پیدا
عثمان نماید آندم یک عزم غازیانه
از غازیان سرحد لرزد زمین چو مرقد
بهر حصول فتح آییند والیهسانه

غلبه کنند هم چون مورد بلخ شب شب
 حقا که قوم افغان باشند فاستحسانه
 یک جا شوند افغان هم و کنیاں و ایران
 فتح کنند اینسان کل هیند غازیانه

کشته شوند جمله بد خواه دین و امیسان
 خالق نماید اکرام از لطف خالفتان
 ازگ شش حروفی بقتال کینه پرور
 مسلم شود به خاطر از لطف آل یگانه
 و آن دیگری که باشد به نون واو خلقی
 مسلم شود حقیقی از شوق شائفتان
 خوش می شود مسلمان از لطف فضل یزدان
 کل هیند پاک باشد از رسم هیندوان
 چون هیند هم به مغرب قسمت خواب گردد
 تجدید باب گردد جنگ سه نوبتانه
 از دو الف که گفتم یک الف، الف گردد
 در جمله ساز باشد بر الف معربانه
 ج شکسته خورده بایه برابر آید!
 آلات نار آرد مهلک جهنمانه

کا ہر الف جہاں کہ یک لفظ از منساید
 الا کہ رسم و یادش باشد مورخانہ
 تعزیر غیب یابد مجرم خطاب گردد
 دیگر نہ سرفراز و بر طرز راہبانہ
 دنیا خراب کردہ باشند بے ایمانہ !
 گیرند منزل آخر فی السار دوزخانہ
 راز کہ گفتہ ام من در کہ آشفتم ام من
 باشد برائے نصرت استاد غائبانہ
 عجلت اگر بخواہی نصرت اگر بخواہی
 کن پیروی خدا را در قول قدسیانہ

مندرجہ بالا شعر ”حقیقتِ قیام پاکستان بنو شوق بشارات“
 میں درج ہیں جو جناب مولینا حبیب اللہ شاہ صاحب امیر و بنیاد
 انجمن حزب اللہ پاکستان کی تازہ تالیف ہے اور ستمبر ۱۹۶۱ء میں ”دیندار انجمن حزب اللہ
 کراچی ۳۳/۴ - ڈی ۵/۱ نیو کراچی نمبر ۳۶“ نے خاص اہتمام سے شائع
 کی ہے۔

اس کتاب میں کمال ہوشیاری سے تیسری جنگِ عظیم پر مشتمل اشعار
 درج کرنے کے بعد شعری زبان ہی میں بتایا گیا ہے کہ اس تیسری جنگ
 میں دشمنانِ اسلام کی تباہی کے بعد امامِ مہدی کا ظہور ہوگا۔

تا عاقبتہ المسلمین مطمئن ہو جائیں کہ جب تک تیسری جنگ برپا ہو کر سب کافروں کا خاتمہ نہ کر دے امام مہدی ہرگز نہیں آئیں گے۔

یہاں یہ جائزہ لینا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ جہاں متحدہ ہندوستان میں قریباً ایک صدی کے اندر نعمت اللہ ولیؒ کے نام پر انسی کے قریب اشعار اختراع کئے گئے وہاں پاکستان کے سچپس ۲۵ سالہ دور میں وضعی شعروں کی رفتار میں نسبتاً زیادہ ترقی ہوئی چنانچہ ان کی تعداد قریباً اٹھاون تک جا پہنچی ہے۔

ستم ظریفی کی انتہاء

ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ وہی وضعی اور جعلی قصیدے جو وقتاً فوقتاً اضافوں کے ساتھ شائع کئے گئے تھے اور حال ہی میں دوبارہ شائع کئے گئے ہیں۔ ان کے ”مؤلف“ شاہ نعمت اللہ کو بیک جنبشِ قلم جہانگیر اور شاہ جہان کا ہم عصر بنا کر عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ شاہ نعمت اللہ نے آنے والے انقلابی زمانہ پر تقریباً دو ہزار اشعار فارسی زبان میں لکھے۔

(روزنامہ ”مشرق“ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ء صفحہ نمبر ۵)

یہ اعلان دوسرے نفظوں میں اس عزم کا اظہار ہے کہ جب تک حضرت شاہ نعمت اللہ کے نام پر شائع کئے جانے والے اشعار کی تعداد دو ہزار تک نہ پہنچ جائے یہ سلسلہ تصنیف و اختراع جاری رہے گا۔

فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ۝

عرفِ آخر

اسلام کی عالمگیر فتح یقینی ہے

بالآخر اپنے پیارے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان بے اصل قصیدوں اور شعروں کی بھرمار دیکھ کر نہ تو اولیاء امت کی نسبت شک کریں اور نہ اسلام کے مستقبل کے بارے میں مایوس ہوں بلکہ مجاہدانہ شان اور غازیانہ انداز میں موجودہ صبر آزما حالات کا مقابلہ کریں۔ ذکر الہی میں ہر دم مصروف رہیں۔ زندگی کی ہر ایک راہ میں قرآن و سنت کو اپنا دستور العمل بنائیں اور زندہ خدا کی زندہ قدرتوں پر ایمان لاتے ہوئے یقین رکھیں کہ **لَيُظْهِرَنَّ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً** کی قرآنی پیش گوئی کے مطابق ادیان باطلہ کی شکست اور اسلام کی عالمگیر فتح یقینی اور قطعی ہے اور اسی عظیم الشان بشارت کے مختلف مراحل کا نظارہ حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کو آج سے صدیوں قبل

دکھایا گیا تھا۔ چنانچہ اپنے اصل قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں یہ

زینتِ شرع و رونقِ اسلام

محکم و استوار نے سینم

پس سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی

کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے

کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا، جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔

اصل قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ

یافتاح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قدرت کردگار می بینم	حالت روزگار می بینم !
از نجوم این سخن نمی گویم	بلکہ از کردگار می بینم
در خراسان و مصر و شام و عراق	فستق و کارنار می بینم
ہمہ را حال می شود دیگر	گریخی در ہزار می بینم
قصہ بس غریب میشنوم	غصہ در دیار می بینم
غارت و قتل لشکر بسیار	از زمین و یسار می بینم
بس فرومایگان بے حاصل	عالم و خوند کار می بینم
مذہب دین ضعیف می یابم	مبدع افتخار می بینم
دوستان عزیز ہر قومی	گشتہ غم خوار و خوار می بینم
منصب و عزل و تنگی عمال	ہریکی سا دو بار می بینم
ترک و تاجیک را بہم دیگر	نصہی و گیردار می بینم
مکر و تدویر و حیلہ در ہر جا	از صنغار و کبار می بینم
بقعہ خیر سخت گشت خراب	جائی جمع شرار می بینم
اندکی امن گر بود امروز	در حد کوہسار می بینم
گر چہ می بینم این ہمہ غم نیست	شادی غم گسار می بینم

بعد امسال و چند سال دیگر
 بادشاه مشام و انائی
 حکم امثال صورتی دیگر است
 غین زنی سال چون گذشت از سال
 گورد آئیسنه ضمیر جهان
 ظلمت ظلم ظالمسان دیار
 جنگ آشوب و فتنه و بیدار
 بنده را خواجه دش همی یایم
 هر که او بار پار بود امسال
 سکه نوزند بر رخ زرد
 هر یک از حاکمان هفت اقلیم
 ماه را روسیاه می نگرم
 تاجران دور دست بی بهره
 حال هند و خراب می یایم
 بعضی اشجار بوستان جهان
 سهدلی و قناعت و کنجی
 غم مخور زانکه من درین تشویش
 چو ز زمستان بی چمن بگذشت
 دور او چون شود تمام بکام
 بندگان جناب حضرت او

عالمی چون نگار می بینم
 سرور می باوقار می بینم
 نه چو بیدار وار می بینم
 بود لعجب کار و بار می بینم
 گرد و زنگ و غبار می بینم
 بی حد و بی شمار می بینم
 در میان و کنار می بینم
 خواجه را بنده وار می بینم
 خاطرش زیر بار می بینم
 در همش کم عیار می بینم
 دیگر براد و چار می بینم
 مهر را دل فگار می بینم
 مانده در رهگذار می بینم
 جور ترک تبار می بینم
 بی مهار و شمار می بینم
 حالیا اختیار می بینم
 غری و صل یار می بینم
 شمس خوشس بهار می بینم
 پسرش یادگار می بینم
 بسیر تاجدار می بینم

بادشاه تمام هفت اقلیم
 صورت و سیرتش چو پیغمبر
 ید بیضا که با او تابنده
 گلشن شرع راهی بودیم
 تا چهل سال ای برادر من
 عاصیان از امام معصوم
 غازی دوست دار دشمن کش
 زینت شرع و رونق اسلام
 گنج کسری و نقد اسکندر
 بعد از آن خود امام خواهد بود
 اح م و دال می خوانم!
 دین و دنیا ازو شود معمور
 مهدی وقت و عیسی دوران
 این جهان را چو مصری نگرم
 هفت باشد وزیر سلطانم
 بر کف دست ساقی وحدت
 تیغ آهن دلان زنگ زده
 گرگ بایش و شیر با آهو
 ترک عیار سست می نگرم

شاه عالی تبار می بینم
 علم و حلمش شعار می بینم
 باز با ذوالفقار می بینم
 گل دین را بیار می بینم
 دور آن شهسوار می بینم
 خجل و شرمسار می بینم
 بخدم و یار غار می بینم
 محکم و استوار می بینم
 همه بر روی کار می بینم
 بس جهان را مدار می بینم
 نام آن نامدار می بینم
 خلق زو بختیار می بینم
 هر دورا شهسوار می بینم
 عدل اور احصار می بینم
 همه را کامگار می بینم
 باده خوشگوار می بینم
 کندوبی اعتبار می بینم
 در چابا و تزار می بینم
 خصم او در خار می بینم

نعمت اللہ نشست برکنجے از ہمہ برکنار می بیستم

اصل قصیدے کا ترجمہ

میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور زمانہ کے حالات دیکھ رہا ہوں۔

علم نجوم کی بناء پر بیان نہیں کر رہا بلکہ خدا کے دگر گار کے دکھانے سے دیکھ رہا ہوں۔

خراسان، مصر، شام اور عراق میں فتنہ فساد برپا ہوگا۔

صرف ایک ملک کا ہی یہ حال نہیں ہوگا بلکہ اس زمانہ میں بد امنی اور جنگ و جدل کے باعث سبھی ممالک کا حال دگرگوں ہوگا۔

میں عجیب قصہ سن رہا ہوں۔ ملکوں میں کشیدگی اور اختلاف نظر آتا ہے۔

میں دائیں بائیں بہت سے لشکروں کی قتل و غارت دیکھ رہا ہوں میں عالموں اور استادوں کو حقیر اور بے فیض دیکھ رہا ہوں۔ مذہبی عقائد کو میں کمزور پاتا ہوں اور لوگوں کو اس کمزور مٹی عقائد پر فخر کرتے دیکھتا ہوں۔

۱۔ "الاربعین فی احوال المہدیین" از حضرت شاہ اسماعیل شہید مطبوعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء مصری گنج کلکتہ

ہر قوم کے معزز لوگ مجھے غمگین اور رُسوا دکھائی دیتے ہیں۔
میں دیکھتا ہوں کہ کارکنوں کو منصب پر سرفراز کرنے کے بعد انہیں
معزول کیا جائے گا۔ اور پھر وہ تنگ حالی اور آزدگی سے دوچار ہوں
گے اور یہ دوران پر دو مرتبہ آئے گا۔

ترکوں اور تاجیکوں کو ایک دوسرے کیساتھ برسرِ پیکار دیکھ
رہا ہوں۔

میں ہر جگہ بڑوں اور چھوٹوں سے مکر و فریب اور جیلے دیکھتا ہوں۔
نیکی کا باغ اجڑ گیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شہریوں کے
جمع ہونے کی جگہ ہے۔

اگر آج محوڑا سا امن کہیں ہے تو وہ مجھے پہاڑوں کی حدود میں
نظر آتا ہے۔

اگرچہ یہ تمام باتیں مجھے نظر آرہی ہیں پھر بھی کوئی فکر نہیں کیونکہ
مجھے اس کے ساتھ غموں کو دور کرنے والی خوشی بھی دکھائی دیتی ہے۔
اس سال اور چند اور سالوں کے بعد میں جہان کو محبوب کی طرح آراستہ
دیکھتا ہوں۔

میں ایک ہوشیار اور عقل مند بادشاہ کو باوقار حاکم دیکھ رہا ہوں۔
کہاوتیں کچھ اور کہہ رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ سب میں بیداری
میں نہیں دیکھ رہا۔

بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔

ضمیر جہاں کے اُٹنے میں فتنوں کی گرد، گناہوں کا زنگ اور کینوں کے
غبار دیکھ رہا ہوں۔

ملکوں میں ظالموں کے ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا۔
درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اٹھیں گے۔
اور جنگ ہوگی اور ظلم ہوگا۔

ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے

گا۔!

گزشتہ سال جس شخص کا بوجھ دوسرے اٹھائے ہوئے تھے میں اس کے
دل کو اس سال بوجھ کے نیچے دبا ہوا پاتا ہوں۔

پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا، جو قدر و قیمت میں

کم ہوگا۔

بہت اقلیم کے بادشاہوں میں سے ہر ایک کو میں ایک دوسرے

سے الجھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

میں چاند کا منہ سیاہ اور سورج کا دل زخمی دیکھ رہا ہوں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ دور کے ملکوں کے تاجر راستوں میں تنہا تھکے

ماندے پڑے ہیں۔

میں ہندوؤں کی حالت خراب پاتا ہوں اور ترک خاندانوں کا

ظلم و ستم دیکھتا ہوں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں

لگیں گے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اب تنہائی، صبر اور گوشہ نشینی اختیار کرنی

چاہیے۔

مگر اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں غم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ
میں دیکھتا ہوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان
کے درمیان ہے۔

جب موسمِ خزاں گزر جائے گا تو آفتاب بہار نکلے گا۔

جب اُس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر

اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔

اس کی خدمت میں حاضر رہنے والے سبھی غلام بادشاہ ہو جائیں گے۔

وہ تمام دنیا کا حکمران اور عالی خاندان بادشاہ ہوگا۔

اُس کا ظاہر و باطن نبی کی مانند ہوگا اور علم و حلم اس کا شعار ہوگا۔

اس کے پاس چمکنے والا دیدہ بیٹا ہے۔

پھر میں اُس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں۔

اس سے شریعت تازہ ہو جائے گی اور دین کے شکر فوں کو پھیل لگیں

گے۔

اے میرے بھائی، اس شہسوار کا عہد چالیس سال تک رہے گا۔

اس امام کے مخالف اور نافرمان بھی ہوں گے جن کے لئے آخرِ مخالفت اور شہسوار

مقدر ہے۔

وہ ایک ایسا غازی ہے جو دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا قاتل ہے میں اُسے مخلوقِ خدا کا سچا ہمدرد اور خیر خواہ پاتا ہوں۔

میں دیکھتا ہوں اس کے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی اور اسلام رونق پرا جائے گا۔ اور دینِ متینِ محمدیؐ محکم اور استوار ہو جائے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کسریٰ کا خزانہ اور سکندر کی دولت سب کام میں آ رہی ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعد ازاں وہ خود امام ہو جائے گا اور جہان کا دار و مدار اس پر ہوگا۔

میں روحِ مِ دال پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس نامور کا یہی نام ہوگا۔

اس کے آنے سے دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی اور لوگ با اقبال ہو جائیں گے۔

وہ اپنے وقت کا مہدیؑ اور اپنے دور کا عیسیٰؑ ہو گا میں اس شہسوار میں دونوں باتیں دیکھ رہا ہوں۔

میں اس دنیا کو مہر کی طرح دائرہ استوار دیکھ رہا ہوں۔ اس امام کا عدل لوگوں کی پناہ گاہ ہوگا۔

میرے اس بادشاہ کے سات وزیر ہوں گے اور وہ سب کامیاب ہوں گے۔

ساقی وحدت کے ہاتھ پر میں خوشگوار جامِ شراب دیکھ

رہا ہوں۔

پتھر دلوں کی تلوار کو میں زنگ خوردہ، گندہ اور ناقابل اعتبار

دیکھتا ہوں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ چراگاہ میں بھیڑیا بکری کے ساتھ اور شیر

بہرن کے ساتھ بڑے اطمینان کے ساتھ ہے۔

عیار ترکوں کو نہیں سست اور ان کے دشمن کو محمود دیکھتا ہوں۔

میں نعمت اللہ کو سب سے الگ ایک کونے میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

مکتبہ پاکستان نے ملک بھر میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ جو معیاری اور خوب صورت کتابیں شائع کرنے کے ساتھ ساتھ تمام پاکستانی لائبریریوں، کالجوں، سکولوں، سرکاری اداروں اور علم دوست حضرات کو ہر طرح کی اردو کتابیں خواہ وہ کسی بھی موضوع پر ہوں اور کہیں بھی شائع ہوتی ہوں، یا عام طور پر دستیاب نہ ہو رہی ہوں، مہیا کرنے میں انتہائی تیزی سے کام لیتا ہے۔

ہمارے سٹاک میں اکثر آپ کی فرمائش کے بے شمار کتب ہمہ وقت موجود رہتی ہیں۔ جو کتابیں حاضر مال میں نہ ہوں، ان کے بارے میں ہماری معلومات ہر وقت مکمل رہتی ہیں۔ اور آرڈر ملنے پر ہم انہیں فوراً حاصل کر لیتے ہیں بشرطیکہ وہ کتابیں فروخت کے لئے پاکستان بھر میں کہیں نہ کہیں موجود ہوں۔ ایک آرڈر بھجوا کر آپ ہماری کارکردگی کا امتحان لے سکتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ ہم سے ہمیشہ مطمئن رہیں گے۔

— ملنے کا پتہ —

مکتبہ پاکستان — چوک انارکلی — لاہور

مکتبہ پاکستان کی پہلی پیشکش !

دنیا کا ایک عظیم ناول

”اور ڈان بہتا رہا“

حال ہی میں مائیکل شولوخوف کو ”اور ڈان بہتا رہا“ کی تصنیف پر دنیائے ادب کا سب سے بڑا انعام نوبل پرائز پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دنیا کے چند سب سے زور دار اور بے باک ناولوں میں شمار ہوتی ہے اس میں ایک ایسے معاشرے کی تصویر کشی کی گئی ہے جو مر بھی رہا تھا اور حیات نہ بھی پا رہا تھا۔ شولوخوف نے جس چابکدستی سے انقلاب کی فضا اور اس میں سانس لینے والے کرداروں کو لفظوں میں ڈھالا گیا ہے وہ جدید روسی ادب کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

شولوخوف کی منکارانہ غیر جانبداری سے روس کی انقلابی حکومت ایک عرصہ ناراض رہی۔ لیکن بالآخر اسے تسلیم کرنا پڑا کہ جن حقیقتوں کی چہرہ کشائی ”اور ڈان بہتا رہا“ میں کی گئی ہے ان پر پردہ ڈالنا کسی حکومت کے بس کا روگ نہیں۔ قیمت: - سولہ روپے۔

پتہ: مکتبہ پاکستان • چوک انارکلی • لاہور

حضرت اولیس قرنیؑ

مذہبی زندگی کے کمال کی مثالیں اولیائے کرام اور بزرگان دین ہی کے نفوسِ قدسیہ میں ملتی ہیں اور فضائلِ حیات کے واقعہ بننے اور قابلِ عمل ہونے کا دعویٰ انہی اکابر کو دیکھ کر باور آتا ہے۔

شخصیت کے نشوونما میں جتنا دخل شخصیات کے اثر و نفوذ کو ہے اور کسی چیز کو نہیں۔

انکار و خیالات، عقائد اور احکام، سیرت کو اتنا متاثر نہیں کر سکتے جتنا اعلیٰ فضائل اور عمدہ سیرت کی حامل شخصیت متاثر کرتی ہے۔

اولیائے کرام کے حالات کا مطالعہ بھی پسندیدہ سیرت پیدا کرنے میں مؤثر ہے اور اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کتاب میں حضرت اولیس قرنیؑ کی شخصیت کو پیش کیا گیا ہے۔

قیمت :- دو روپے ڈاکٹر برہان احمد فاروقی،

:- ملنے کا پتہ :-

مکتبہ پاکستان چوک انارکلی : لاہور

تائیدِ عوام

• صدرِ پاکستان چیمبرمین پاکستان پیپلز پارٹی

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حالات اور سوانح

• تصنیف :- یونس ادیب

• قیمت :- دس روپے (اندازاً)

پاکستان کے نامور فرزند، فخرِ ایشیا، جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حالات زندگی اور دورِ آمریت میں ان کی عظیم جدوجہد، اس کتاب کو مکتبہ پاکستان بڑی آب و تاب سے شائع کر رہا ہے۔

(ذریعہ طبع)

:- ملنے کا پتہ :-

مکتبہ پاکستان - چوک انارکلی - لاہور

ابن رشد

سید بشیر احمد سعدی

حیاتِ ملی کے لئے تاریخِ آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے اس لئے وہ لوگ خاص کر اہل مغرب جنہیں اپنی قوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی آرزو ہے اپنے مشاہیر کے حالات لکھ کر اپنی مُردہ تاریخ میں جانِ ڈال رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جس قوم کے پاس اس کی اپنی تاریخ موجود ہے اگر وہ مُردہ بھی ہے تو اسے مُردہ نہیں کہا جاسکتا۔

نئی نسل میں اسلام کی تاریخ سے عام دلچسپی اور اس ضرورت کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہم نے مختصر طور سے مشاہیر اسلام کے حالات و خیالات کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ دنیا نے اسلام کا نامور طبیب اور عظیم فلسفی ابن رشد اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے جس کی عظمت کا دنیا کی تمام زندہ قوموں نے اعتراف کیا ہے۔

(ذریعہ طبع)

مکتبہ پاکستان

چوکے انارکلی لاہور